فقہ الحدیث

قسط نمبر ۱۵

ساجد میر، ایم۔اے

نواقضِ وضو ـــ(۲)

نواقضِ وضو کا بیان دسمبر ۷۱ء کے "ترجمان الحدیث" میں شروع کیا گیا تھا، یہ بیان ابھی تشنۂ تکمیل تھا کہ بعض حالات و ظروف کی وجہ سے "فقہ الحدیث" کی تسوید میں تاخیر ہوتی گئی، اب یہ سلسلہ دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے ــــ قبل ازیں سبیلین سے گندگی کا اخراج، نیند اور زوالِ عقل پر بحث ہو چکی ہے۔ باقی نواقض کی تحقیق حسبِ ذیل ہے :۔

۴ ـــ مَسِّ فرج

مرد یا عورت شرم گاہ کو چھوئے اور درمیان میں کپڑا حائل نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے بُسرہؓ بنت صفوان سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [۱]

مَن مَسّ ذکرہ فلا یصلّ حتی یتوضاء

جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے پھر وہ بغیر وضو کئے نماز نہ پڑھے،

نسائی کی روایت "ویتوضأ من مسّ الذکر" (اور شرم گاہ چھونے سے بھی وضو دوبارہ کرنا پڑتا ہے) اس سے بھی عام ہے، یعنی اس میں اپنی شرم گاہ کی قید نہیں، مسند احمد کی روایت میں لیس دونہ ستر (درمیان میں پردہ نہ ہو) کے الفاظ بھی ہیں۔

اس کے برعکس ایک دوسری حدیث [۲] میں وارد ہے کہ ایک

---

[۱] ابوداؤد، ترمذی وغیرہ [۲] رواہ الخمسۃ عن طلق بن علی

شخص نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اپنی شرم گاہ چھونے والے پر وضو ہے یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا : لا، انما ھو بضعۃ منک "نہیں، وہ تیرے جسم کا ایک حصہ ہی تو ہے"
احناف نے ثانی الذکر روایت کو اختیار کیا ہے اور جمہور محدثین نے پہلی حدیث کو زیادہ قوی اور قابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض علماء نے مختلف طریقوں سے دونوں حدیثوں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اور شہوت و عدم شہوت ہتھیلی و ہاتھ کی پشت اور پردے و بغیر پردے کے چھونے میں فرق کیا ہے۔

فتاوی نذیریہ[1] میں اس مسئلہ کا فیصلہ یوں کیا گیا ہے :——

دوسری جانب کی حدیث میں کسی قدر ضعف ہے ۔۔۔ امام شافعی، ابو حاتم، ابو زرعہ، دارقطنی، بیہقی ابن جوزی، وغیرہم (رحمھم اللہ) نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ دوسرے یہ کہ پہلی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط بھی ہے۔ اس لئے اولیٰ اور افضل تو یہ بات ہے کہ اگر ستر کو ہاتھ لگ جائے تو پھر وضو کر لے تو بوجہ دوسری حدیث کے جائز اور معاف ہے کچھ جائے اعتراض نہیں" یہ فیصلہ بڑا معتدل اور متین ہے، تاہم اگر اس باب میں عام محدثین کی طرح مسلکِ ترجیح کو اختیار کیا جائے تو مسِ ذکر سے وضو ٹوٹ جانے کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور اسے طلق رضؓ بن علی کی حدیث کا ناسخ بھی قرار دیا جا سکتا ہے[2] طلق رضؓ کی حدیث پہلے کی ہے کیونکہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طلق رضؓ کی ملاقات صرف ایک دفعہ مدنی زندگی کی ابتداء ہی میں ثابت ہے جب کہ مسجد نبویؐ زیر تعمیر تھی۔

۵ — عورت کو چھونا :

جماع سے تو وضو چھوڑ غسل بھی واجب ہو جاتا ہے، مگر صرف بوس و کنار سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ بشرطیکہ آلۂ تناسل سے مذی وغیرہ نہ نکلے، حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے[3]

[1] ۱ : ۲۴۵
[2] مفصل بحث کے لئے دیکھئے تحفۃ الاحوذی ج ۱ صفحہ ۸۷ - ۸۶
[3] ترمذی وغیرہ

إن النبي صلی اللہ علیه وسلم قبل بعض نسائه ثم خرج إلى الصلوٰة ولم يتوضاء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات میں سے ایک کا بوسہ لیا، پھر بغیر دوبارہ وضو کئے نماز کے لیے چلے گئے۔

نیز فرماتی ہیں [1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھ رہے ہوتے اور میرے پاؤں آپ کی سجدہ گاہ میں ہوتے تو آپ سجدہ کرتے وقت میرے پاؤں کو ہاتھ لگا کر اشارہ کرتے اور میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی (فاذا اراد ان یسجد غمز رجلی)

جو لوگ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں اُنھوں نے قرآن مجید [2] کی آیت أَوْلَامَسْتُمُ النِّسَاءَ اگر تم نے عورتوں کو چھُوا ہو تو بھی نماز سے پہلے وضو ورنہ تیمم کر لو سے استدلال کیا ہے، مگر حسبِ تصریح حضرت ابن عباسؓ [3] اس آیت میں "لمس" (چھُونے) سے مراد جماع ہے — عام طور پر تو کسی لفظ کے حقیقی معنوں کو اس کے مجازی معنوں پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، لیکن جب مجازی معنوں کے حق میں وزنی شواہد موجود ہوں اور مجازی معنے بکثرت مستعمل بھی ہوں، تو آیت میں لمس کے مجازی معنے (جماع) مراد لینا ہی دُرست ہے، [4]

بوس و کنار سے (بغیر اخراجِ مذی وغیرہ) وضو ٹوٹنے کے قائل اُس حدیث [5] کو بھی اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جس میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اُس نے ایک عورت سے جماع کے علاوہ باقی تمام لذت بخش حرکات کی ہیں اور اب وُہ اس پر نادم ہے۔ آپؐ نے فرمایا: توضأ ثم صل ... (وضو کرکے نماز پڑھو (اللہ تمہاری خطائیں معاف کر دے گا) مگر اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس شخص کا وضو پہلے تھا جو ان حرکات سے ٹوٹ گیا، آپؐ نے تو اسے ویسے ہی حکم

---

[1] متفق علیہ [2] سورۃ النساء [3] نیل ا: ۲۱۵ [4] اس سلسلہ میں ہدایہ ص ۳۸ کی عبارت ملاحظہ ہو: المجاز اذا اکثر استعماله کان ادل علی المجاز منه علی الحقیقة کالحال فی اسم الغائط [5] رواہ احمد والدارقطنی عن معاذؓ بن جبل

دیا تھا کہ نماز پڑھ کر اپنی خطائیں معاف کرا لو، اور چونکہ نماز پڑھنی ہے اس لئے وضو بھی کر لو۔ نیز اس لئے بھی کہ وضو کرنے (گو پہلے بھی وضو موجود ہو) کے متعلق وارد ہے کہ:-
اِنّ الوضوء من مکفرات الذنوب [۱]

۶- خون کا خروج:

خون اگر سبیلین کی بجائے جسم کے کسی بھی اور حصہ سے نکلے تو جمہور محدثین کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، احناف و حنابلہ کہتے ہیں کہ خون اگر زخم وغیرہ یا ناک سے نکل کر بہنے لگے ("دم سائل" ہو) تو وضو ٹوٹ جاتا ہے [۲] وہ اپنی تائید میں ایک روایت [۳] پیش کرتے ہیں کہ من اصابہ قیئ او رعاف او قلس او مذی فلینصرف فلیتوضأ جسے نماز میں قے، نکسیر، بدہضمی کا پانی یا مذی آ جائے تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے۔ مگر یہ حدیث خاصی ضعیف ہے [۴] اور اس کے برعکس یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ما زال المسلمون یصلون فی جراحاتھم [۵] مسلمان مجاہد زخموں سے چور ہوتے مگر اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔

خاص نکسیر کے خون کے متعلق دار قطنی وغیرہ میں ابن عباسؓ کی ایک روایت ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر اس کا ایک راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے [۶]۔
مختصر یہ کہ خون یا نکسیر سے وضو ٹوٹنا محدثین کے نزدیک ثابت نہیں۔

۷- قے وغیرہ:

اگر قے یا بدہضمی کا گندہ پانی (قلس) منہ سے نکلے تو بھی محدثین کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ ایسے موقع پر کلی کرنا چاہیے، اور ہاتھوں وغیرہ کو نجاست لگی ہو تو

---

[۱] نیل ۱: ۲۱۵ [۲] نیل ۱: ۲۰۸ [۳] ابن ماجہ و دار قطنی عن اسمٰعیل بن عیاش
[۴] نیل ۲۰۷ [۵] رواہ البخاری تعلیقاً [۶] نیل: ۲۰۸

پاک کر لینی چاہیئے۔ ایک روایت[1] میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مذکور ہے کہ قاءَ فتوضاء آپ نے قے کی تو وضو فرمایا چنانچہ احناف کا مسلک یہی ہے کہ قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے گو وہ اس سلسلہ میں کچھ قیود اپنی طرف سے بڑھا دیتے ہیں کہ قے منہ بھر کر آئے، دفعتہً آئے اور معدہ سے آئے ـــ مگر محدثین مذکورہ روایت کو مضطرب اور کمزور قرار دیتے ہیں۔[2]

۸ ـــ قہقہہ

نماز میں کھلکھلا کر ہنسنے کو صرف احناف نے ناقض وضو قرار دیا ہے مگر اس کی دلیل میں جو روایت وہ پیش کرتے ہیں وہ مرسل اور ناقابلِ استدلال ہے۔[3]

۹ - اُونٹ کا گوشت کھانا:

ایک روایت[4] میں ارشاد ہے: توضاء من لحوم الابل، اُونٹ کا گوشت (کھانے کے بعد) وضو (دوبارہ) کرو، چنانچہ امام احمدؒ اسی کے قائل ہیں، مگر جمہور علماء حتیٰ کہ خلفاءِ اربعہ بھی اس کے قائل نہیں۔[5]

جمہور کی دلیل ایک تو جابرؓ کی روایت[6] ہے کہ کان اٰخر الامرمنہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مست النار یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آگ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو کیا کرتے تھے، مگر پھر آپؐ نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ تاہم نوویؒ کہتے ہیں یہ حدیث عام ہے اور اُونٹ والے گوشت کی صورت الگ اور خاص ہے؛ عدم نقض کے قائلین کی دوسری بڑی دلیل خلفائے اربعہ کا عمل ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ ان کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل یہی تھا

---

[1] احمد و ترمذی عن ابی الدرداءؓ [2] نیل: ۲۰۷ [3] ہدایہ: ۴۰
[4] مسلم عن جابر بن سمرہ [5] نووی بحوالہ نیل: ۲۲۰
[6] ابوداؤد وغیرہ

کہ آپؐ اونٹ کا گوشت کھا کر دوبارہ وضو کرنا ضروری نہ سمجھتے تھے۔ لیکن نقض کے قائلین کہتے ہیں کہ یہ تو محض احتمال ہے اور "مع الاحتمال یسقط الاستدلال" (جب احتمال پر بنا ہو تو دلیل ٹوٹ جاتی ہے) اور دوسرے یہ کہ "ان فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعارض القول الخاص بنا"۔ اگر ایک طرف امت کے لیے ایک حکم ہو اور دوسری طرف آپؐ کا اپنا فعل آپؐ کے لیے خاص سمجھا جائے گا اور حکم ہمارے لیے ہو گا۔

دونوں قسم کے دلائل کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو دہرانے کا حکم وجوبی نہیں تو استحبابی ضرور ہے [1] نواب صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

نواب صاحبؒ فرماتے ہیں [1]:

ینبغی ان یحتاط فیہ الانان بہتر یہ ہے کہ آدمی اس مسئلہ میں احتیاط سے کام (اور اونٹ کا گوشت کھائے تو وضو کر ہی لے)

رہا عدم نقض کے قائلین کا یہ کہنا کہ اس گوشت سے "وضو" کرنے کا حکم سے مراد صرف کلی کرنا ہے، سو اس پر کوئی واضح دلیل نہیں۔

خلاصہ: سبیلین سے گندگی کا اخراج وضو توڑ دیتا ہے، نیند (جب وہ لیٹ کر ہو یا غافل و مستغرق کر دینے والی ہو) کی حالت میں چونکہ بغیر پتہ چلے ریح وغیرہ خارج ہونے کا امکان ہے [2] اس لیے لیٹ کر یا گہری نیند سونا بھی ناقض وضو ہے، شرمگاہ کو بغیر ستر چھونے کے بعد بھی احتیاط یہی ہے کہ وضو دہرا لیا جائے باقی جتنے عوامل (عورت کو چھونا، خون و قے کا اخراج، نماز میں قہقہہ مارنا اور اونٹ کا گوشت کھانا) نواقض وضو کی بحث میں مذکور ہوتے ہیں، جمہور محدثین کے نزدیک درحقیقت نواقض نہیں ہیں، البتہ بعض محتاط بزرگوں نے انہیں خصوصاً نکسیر، قے اور اونٹ کا گوشت کھانے کو) احتیاطاً یا استحبابی طور پر نواقض میں شمار کیا ہے، مثلاً امام شوکانیؒ نے الدرر البہیہ اور نواب صاحبؒ نے اس کی شرح الروضۃ الندیہ میں، چنانچہ نواب صاحبؒ ان اختلافی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں [3] والاصح فی ھذہ ان من احتاط فقد استبرأ لدینہ وعرضہ ومن لا فلا سبیل علیہ فی صراح الشریعۃ صحیح یہ ہے کہ ان مسائل میں جو شخص احتیاط کرے اس نے اپنی دین اور عزت کو بچا لیا، اور جو ایسی احتیاط نہ کرے (انہیں نواقض میں شمار نہ کرے) اس پر ظاہر شریعت میں کوئی گناہ نہیں۔

---

[1] روضہ: ۳۰ [2] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس سے مستثنیٰ ہے۔ آپؐ تھے تو جنس بشر میں سے، مگر آپؐ کو بطور معجزہ و کرامت یہ چیز عطا ہوئی تھی کہ ان عینیّ تنامان ولا ینام قلبی (میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے) [3] روضہ ۳۱